

20213 - لڑکے; نئے والد کے; رضامند; کے بغیر; ر شادہ; کرل;

سوال

میری بہن نے ایک اچھے مسلمان شخص سے شادی کر لی لیکن اس میں والد کی رضامندی شامل نہیں تھی ، میرے والد - جو کہ دین والے ہیں - نے اس شخص سے شادی کرنے سے اس لیے انکار کیا تھا کہ اس کا اخلاق اچھا نہیں تھا ، جس کی وجہ سے میری بہن نے گھر سے بھاگ کر بغیر ولی کے خود ہی شادی کر لی ، میرا سوال یہ ہے کہ آیا یہ شادی صحیح ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

الحمد لله

آپ کے والد نے اس برے اخلاق کے مالک سے شادی پر راضی نہ ہو کر ایک اچھا عمل کیا ہے ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد کو بیٹیوں اور اپنے اہل و عیال پر ذمہ دار مقرر کیا ہے ، جس کی بنا پر اس پر واجب ہے کہ وہ شرعی طور پر ان کے لیے کوئی اچھا اور بہتر خاوند اختیار کرے ۔

لیکن آپ کی بہن نے ایک کی بجائے کئی ایک غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے جن میں سے کچھ کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے :

ایک غلطی تو یہ ہے کہ اس نے برے اخلاق کے مالک شخص کو اپنا خاوند بنایا ۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ اپنے والدین کے گھر سے بھاگ نکلی جو بڑی خطرناک غلطی ہے ۔

اور سب سے زیادہ خطرناک اور عظیم غلطی یہ ہے کہ اس سے ولی کے بغیر شادی رچا لی ۔

اس نے جو کچھ اپنے رب اور اپنے آپ اور گھر والوں کے بارہ میں جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کی حد جاننے کے لیے ان سب غلطیوں میں سے صرف ایک ہی غلطی کافی تھی ، اور جب یہ سب غلطیاں جمع ہو جائیں تو پھر کتنا بڑا شنیع جرم ہوگا ؟

اس شادی کے بارہ میں ہم گزارش کریں گے کہ ایسی شادی باطل ہے اور صحیح نہیں ، کیونکہ شادی میں لڑکی کے ولی کی موجودگی اور اس کی رضامندی رکن ہے اور ولی کے ساتھ ہی شادی صحیح ہوگی ۔

ذیل میں ہم قرآن و سنت میں سے اس کے دلائل پیش کرتے ہیں :

1 - اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

تم انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو البقرة ( 232 )

2 - اور ایک دوسرے مقام پر کچھ اس طرح فرمایا :

اور مشرکوں سے اس وقت تک شادی نہ کرو جب تک وہ ایمان نہیں لے آتے البقرة ( 221 )۔

3 - اور ایک مقام پر یہ فرمایا :

اور اپنے میں سے بے نکاح مرد و عورت کا نکاح کر دو النور ( 32 )

ان آیات میں نکاح میں ولی کی شرط بیان ہوئی ہے اور اس کی وجہ دلالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب آیات میں عورت کے ولی کو عقد نکاح کے بارہ میں مخاطب کیا ہے اور اگر معاملہ ولی کا نہیں بلکہ صرف عورت کے لیے ہوتا تو پھر اس کے ولی کو مخاطب کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقہ ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح بخاری میں ان آیات پر یہ کہتے ہوئے باب باندھا ہے ( باب من قال ) " لانکاح الا بولی " بغیر ولی کے نکاح نہیں ہونے کے قول کے بارہ میں باب ۔

احادیث میں سے دلائل :

1 - ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا ) سنن ترمذی حدیث نمبر ( 1101 ) سنن ابوداؤد حدیث نمبر ( 2085 ) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ( 1881 ) ۔

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سنن ترمذی ( 1 / 318 ) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے ۔

2 - اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( جو عورت بھی اپنے ولی کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے ، اس کا نکاح باطل ہے ، اس کا نکاح باطل ہے )

اوراگر ( خاوند نے ) اس سے دخول کر لیا تو اس سے نفع حاصل اور استمتاع کرنے کی وجہ سے اسے مہر دینا ہوگا ، اوراگر وہ آپس میں جھگڑا کریں اور جس کا ولی نہیں حکمران اس کی ولی ہوگا ( سنن ترمذی حدیث نمبر ( 1102 ) سنن ابوداؤد حدیث نمبر ( 2083 ) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ( 1879 ) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے حسن قرار دیا ہے ، اور ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح ابن حبان ( 384 / 9 ) میں صحیح کہا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ نے بھی مستدرک الحاکم ( 183 / 2 ) میں صحیح قرار دیا ہے اور اسی طرح علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارواء الغلیل ( 1840 ) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

اس لیے آپ کی بہن پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے کیے کی معافی مانگے اور توبہ و استغفار کرے ، اور اپنے والد کے پاس واپس آئے اور اس سے بھی معافی طلب کرے ، اور اسے یہ علم ہونا چاہیے کہ اس کا یہ نکاح باطل ہے اور عقد فسخ ہے جس کی بنا پر اس کا اس شخص کے ساتھ رہنا جائز نہیں کیونکہ وہ اس کا شرعی طور پر خاوند ہی نہیں ہے ۔

کیونکہ جب نکاح ہی صحیح نہیں تو خاوند کیسے ؟ اب یا تو اسے ولی کی رضامندی اور موجودگی میں تجدید نکاح کرانا ہوگا ، اگر ولی مقارنہ اور موازنہ کر کے دیکھے کہ اس کے سوء خلق کے فساد اور اس کے علیحدگی میں کیا خرابی لاحق ہوگی اسے دیکھتے ہوئے اگر وہ ان کے استقرار پر راضی ہوتا ہے تو پھر ولی کی موجودگی میں تجدید نکاح ہو ۔

اوراگر ولی ان دونوں کے استقرار اور اکٹھے رہنے میں راضی نہیں تو پھر ان کا یہ عقد نکاح خود بخود ہی فسخ ہو جائے گا ، اور اس شبہ کو ختم کرنے کے لیے کہ کہیں ان کا آپس میں باطل نکاح باقی نہ رہے اس شخص کو طلاق دینی لازم ہوگی ۔

اور بیٹی پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنے والد کے اختیار کردہ رشتہ پر راضی ہو اور والد کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی بیٹی کے سعادت کے لیے کوئی اچھا اور دین والا رشتہ تلاش کرے جو اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف رکھنے والا اور اچھے اخلاق کا مالک ہو ۔

واللہ اعلم .